نظارہ روئے جاناں کا

امام احمد رضا خاں کے نعتیہ کلام کا انتخاب

مقدمہ و ترتیب و انتخاب

ڈاکٹر نجیب جمال

استاذ زائر کلیة اللغات و الترجمة
جامعة الازہر الشریف، قاہرہ

ناشر:

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

نظارہ روئے جاناں کا

امام احمد رضا خاں کے نعتیہ کلام کا انتخاب

مقدمہ و ترتیب و انتخاب

ڈاکٹر نجیب جمال

استاذ زائر کلیة اللغات و الترجمة

جامعة الازہر الشریف، قاہرہ

اختر رضا لائبریری
کتاب نمبر
صدر بازار، لاہور چھاؤنی

رضا اکیڈمی ○ لاہور

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۵۶

کتاب ـــــــ نظارہ روئے جاناں کا

ترتیب ـــــــ ڈاکٹر نجیب جمال

استاذ زائر کلیۃ اللغات والترجمۃ
جامعہ ازہر شریف، قاہرہ، مصر

پروف ریڈنگ ـــــــ محمد عبدالحکیم شرف قادری

صفحات ـــــــ ۵۳

تاریخ اشاعت ـــــــ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ / دسمبر ۱۹۹۹ء

ناشر ـــــــ رضا اکیڈمی، لاہور

ہدیہ ـــــــ دعائے خیر برائے معاونین

نوٹ: ۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں

ملنے کا پتا:

رضا اکیڈمی، مسجد رضا، محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور

انتساب

عاشقانِ رسولِ خیر الانام

حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

اور

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

کے نام

جان ہے عشق مصطفی، روز فزوں کرے خدا
جس کو ہے درد کا مزہ، ناز دوا اٹھائے کیوں؟

سکھایا ہے یہ کس گستاخ نے آئینہ کو یارب
نظارہ روئے جاناں کا بہانہ کر کے حیرت کا

بسم الله الرحمٰن الرحیم

پیش نظر روح پرور اور دل نواز مقالہ "نظارہ روئے جاناں کا" محترم پروفیسر ڈاکٹر نجیب جمال مد ظلہٗ استاد زائر، شعبۂ اردو، کلیۃ اللغات والترجمۃ، جامعہ ازہر شریف قاہرہ، مصر کے قلم کا شاہکار ہے، ڈاکٹر صاحب اس سے پہلے اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور میں کلیۂ فنون کے ڈائریکٹر اور شعبۂ اردو و اقبالیات کے چیئرمین رہ چکے ہیں، وہ بڑے نستعلیق قسم کے فاضل ہیں، متانت اور وقار ان کے چہرے بشرے سے جھلکتا ہے غیر ضروری گفتگو بالکل نہیں کرتے، شعر و ادب کا گہرا ذوق اور وسیع مطالعہ رکھتے ہیں، پاکستانی طلبہ کو ان کی شفقت اور حسن سلوک کا مداح پایا۔

اس مقالے میں انہوں نے بڑے دل گداز انداز میں فکر انگیز اور بصیرت افروز گفتگو کی ہے اور امام احمد رضا بریلوی ہی کے ایک مصرع کے ایک حصے کو اپنے مقالے کا عنوان بنایا ہے، حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے جس والہانہ عقیدت و محبت سے سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ارمغانِ نیاز پیش کیا ہے۔ اس نے لاکھوں اہل محبت کے دلوں کو اللہ تعالیٰ اور حضور سید عالم ﷺ کی دیوانہ وار محبت کی روشنی سے منور کردیا ہے

ڈاکٹر صاحب نے اپنے مقالے کا اختتام ان کلمات پر کیا ہے:

> مولانا نے غزل کے حسنِ بیان، مثنوی کی روانی اور قصیدے کے شکوہ کو اپنی نعتوں میں اس طرح برتا ہے کہ لطفِ بیان کی ایک نئی جہت وجود میں آگئی ہے، ان کی نعت میں اردو شاعری کے یہ تینوں مختلف اسالیب ہم آہنگ بھی ہیں اور الگ الگ قابل شناخت بھی، یوں ان کی نعت گوئی کے مؤثرات، ترغیبات اور تحریکات کو دیکھتے ہوئے امام احمد رضا خاں بریلوی کو اردو نعت گوئی کا امام بھی کہا جاسکتا ہے [1]

ڈاکٹر صاحب نے یہ مقالہ شیخ سید حازم محمد احمد المحفوظ، الاستاذ المساعد قسم اللغۃ الاردیۃ وآدابھا، جامعہ ازہر شریف، قاہرہ، مصر کی فرمائش پر قلم بند کیا جسے انہوں نے اپنی یادگاری کتاب "مولانا احمد رضا خاں" (ص ۱۶۹-۱۶۱) میں شامل کیا، یہ کتاب ستمبر ۱۹۹۹ء میں دارالاتحاد، قاہرہ، مصر سے شائع ہوئی، جو ۳۳۰ صفحات پر مشتمل ہے، اس کا

---

[1] حازم محمد احمد المحفوظ، سید: احمد رضا خاں (الکتاب التذکاری) طبع قاہرہ ص ۱۶۹

ایک حصہ عربی اور دوسرا اردو کے دقیع مقالات پر مشتمل ہے۔بعد ازاں محترم ڈاکٹر نجیب جمال نے امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں سے اپنے ذوق کے مطابق چند نعتوں اور ان کے اشعار کا انتخاب کیا، جو اس مقالے کے آخر میں شامل اشاعت ہے، عزیز القدر ممتاز احمد سدیدی سلمہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ ازہر شریف، قاہرہ سے فرمائش کی کہ یہ مقالہ علیحدہ شائع کیا جائے، اللہ تعالیٰ رضا اکیڈمی، لاہور کے اراکین اور معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، جنہوں نے اس مقالہ کی اشاعت کا اہتمام کیا۔

۶ر ستمبر ۱۹۹۹ء کو راقم الحروف جناب سید وجاہت رسول قادری مدظلہ صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی کے ساتھ قاہرہ گیا تو ہمارے میزبان محترم اقبالیات اور رضویات کے محقق سید حازم محمد احمد المحفوظ، عزیزم مولانا ممتاز احمد سدیدی، قاری فیاض الحسن جمیل اور دیگر احباب تھے، ان حضرات کے توسط سے امام اکبر، شیخ الازہر محمد سید طنطاوی مدظلہ العالی، ڈاکٹر رزق مرسی ابو العباس علی، كلية الدراسات الاسلامية والعربية، جامعہ ازہر شریف، قاہرہ، ڈاکٹر حسین مجیب مصری، جامعہ عین شمس، شیخ طریقت ڈاکٹر ضیاء الدین کردی، استاذ فلسفہ وعقیدہ جامعہ ازہر شریف، ڈاکٹر نجیب جمال وغیر ہم علماء و فضلاء سے ملاقات ہوئی اور مفید علمی گفتگو ہوئی۔

سید حازم صاحب کے تعاون سے مصر کے نامور فاضل اور علامہ اقبال کی متعدد کتابوں کے مترجم شیخ حسین مجیب مصری مدظلہ نے ''سلام رضا'' کا منظوم عربی ترجمہ کیا اور اس پر ۱۰۵ صفحات کا مبسوط مقدمہ لکھا، یہ ترجمہ ''المنظومة السلامية '' کے نام سے الدار الثقافية للنشر، قاہرہ کے مالک جناب فتحی نصار نے بڑے اہتمام سے شائع کیا، اس کے علاوہ سید حازم محمد المحفوظ نے ایک یادگاری کتاب ''مولانا الامام احمد رضا خاں'' مرتب کی اور قاہرہ میں ہمارے قیام کے دوران شائع کی، اللہ تعالیٰ انہیں شاد اور آباد رکھے۔

۳۰ر شعبان ۱۴۲۰ھ
۹ر دسمبر ۱۹۹۹ء

محمد عبدالحکیم شرف قادری
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اردو نعت گوئی کے امام

امام احمد رضا خاں بریلوی

نعت گوئی کا فن بیک وقت آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔آسان اس لئے کہ نعت گوئی کا باب ہر ایک کے لئے کھلا ہے،جو چاہے چاہت کے پھول عقیدت کے آنسوؤں میں گوندھ کر اشعار کی مالا میں پرو سکتا ہے اور دربار رسالت ﷺ میں نذرانہ عقیدت کے طور پر پیش کر سکتا ہے۔ناممکن ہے کہ سرکار رسالت ﷺ کا بحر موجزن جوش میں نہ آئے اور جھولی میں دو چار گوہر آبدار نہ آگریں اور مشکل اس لئے کہ نعت گوئی کا جادہ بہت دشوار، کٹھن اور پُر خار ہے اس میں قدم قدم پر سخت مقام آتے ہیں ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھنا اور تلوار کی دھار پر چلنا پڑتا ہے،سیرت رسول خیر الانام ﷺ کے ایک ایک نقش کو ابھارنا ایسا ہے جیسے چاول کے دانے پر قل ھواللہ لکھنا، تخیلی صداقتوں کو بروئے کار لاکر گلدستۂ نعت کو اس طرح آراستہ کرنا کہ ہر پھول کا رنگ اور خوشبو جدا جدا اور گل چیں کا ہاتھ آتش گل سے نہ جلے،یقیناً آسان نہیں کیوں کہ شاعری صرف مرصع لفظوں، مسجع ترکیبوں اور مترنم ردیفوں کا گورکھ دھندا نہیں بلکہ تخیل کی پرواز، جذبے کی سچائی اور احساس کی گہرائی سے عبارت ہے اور ان چیزوں کی جتنی ضروت نعت میں ہے کسی اور صنف شاعری میں نہیں۔نعت شاعر سے تخیل کی صداقت، جذبے کی پاکیزگی، احساس کی شدت اور بیان کی تاثیر کے ساتھ دل گداختہ کا بھی تقاضا کرتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ محبت، چاہت، عقیدت، از خود رفتگی اور والہانہ کیف و مستی کا وفور شاعر پر طاری ہو اسکی انگلیاں خون

دل میں ڈوب چکی ہوں اور آنحضرت ﷺ سے محبت کا یہ عالم ہو کہ دوری کا دور دور گماں نہ ہو، تب کہیں جا کر غیب سے مضامین خیال میں آتے ہیں اور صریر خامہ نوائے سروش بنتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اردو شاعری کی تاریخ میں چند نعتیں ہی ایسی لکھی جا سکی ہیں جن میں شاعر کی محبت، لگن اور عشق نے ایسا ارتعاش پیدا کیا جس کی جنبشوں کو ہر لحظہ محسوس کیا جا سکتا ہے فوری طور پر ذھن میں تازہ رہنے والی نعتوں میں سے کچھ یہ ہیں۔

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے (حالیؔ)

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب (اقبالؔ)

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز چمکنے والی تھی سب دنیا درباروں میں (ظفر علیخاںؔ)

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحےٰ تیرے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

لم یات نظیرک فی نظرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسَرا جانا

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا باڑہ نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جان مراد اب کدھر ہائے ترامکان ہے

———— (مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

آخر میں درج کی گئیں تمام نعتیں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی ہیں، جن کے فضل و کمال، علم و ہنر اور حلقۂ اثر سے انکار ممکن نہیں، انہوں نے ہی نعت گوئی کو شاعری کی دوسری اصناف سے زیادہ معزز اور ایک مؤثر تحریک بنایا۔[1] ان کی نعتوں اور خاص کر نعتیہ قصائد اور نعتیہ سلام (مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام) کی گونج بر صغیر میں منعقد ہونے والی مذہبی محفلوں میں، میلاد شریف کی تقریبات میں، مساجد میں، سماجی اجتماعات میں، یہاں تک کہ ہر گلی کوچے میں سنی جا سکتی ہے، اردو نعت گوئی میں یہ قبول عام اور فضیلت صرف مولانا احمد رضا خاں صاحب کا ہی حصہ ہے ان کی نعتوں کا ایک ایک لفظ، ایک ایک مصرع اور ایک ایک شعر عشق رسول میں ڈوبا ہوا

۱۔ بحوالہ مضمون، مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری، مطبوعہ نگار پاکستان، کراچی اپریل ۱۹۹۶ء ص ۴۷

دکھائی دیتا ہے۔لفظ گنجینہ معنی کا طلسم، مصرعے کیف و مستی میں ڈوبے ہوئے اور اشعار سرشاری و وجد آفرینی کا منبع، یہ ہے شاہ احمد رضا خاں کی نعت، جس میں کیفیات روحانی اور مقامات وجدانی کے طرفہ امکانات دکھائی دیتے ہیں اور انہیں ایک منفرد نعت گو بناتے ہیں۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری کا یہ کہنا بالکل درست معلوم ہوتا ہے:

"برصغیر پاک و ہند کے علمائے دین میں بڑے بڑے صاحب علم و دانش اور علوم دینی و دنیوی کے فاضل گزرے ہیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو ایک معتبر و متبحر عالم ہونے کے ساتھ ساتھ صف اول کا شاعر بھی ہو یا، جس نے نعت گوئی میں کوئی ممتاز مقام پیدا کیا ہو۔"[1]

اردو نعت گوئی کی تاریخ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا نام اس لئے بھی ناقابل فراموش حیثیت کا حامل ہے کہ انہوں نے نعت گوئی کو غزل گوئی کا ہم پلہ بنا دیا، ان کا نعتیہ اسلوب اعلیٰ درجے کے حسن تغزل سے ہم آہنگ ہے اب جہاں اردو شاعری کے قاری کو میرؔ، سوداؔ، دردؔ، مصحفیؔ، آتشؔ، غالبؔ، ذوقؔ، داغؔ، اقبالؔ، یگانہؔ، فانیؔ، فراقؔ اور ندیمؔ کی غزلیں ازبر ہیں، وہاں اُسے احمد رضا خاں کی نعتوں کے اشعار بھی حفظ ہیں، ان کی نعتیں برصغیر پاک و ہند میں گھر گھر برپا ہونے والی میلاد کی محفلوں کے علاوہ درس گاہوں سے لے کر تمام چھوٹے بڑے سرکاری و غیر سرکاری اداروں کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے سیرت النبی کے جلسوں کا لازمہ ہیں، یوں نعت کو برصغیر کی سیاسی و سماجی اور معاشرتی و تمدنی زندگی میں بھرپور کردار ادا کرنے کا موقع میسر آیا اور اسے عوامی سطح پر زبردست قبول عام حاصل ہوا، خاص کر برصغیر کے مسلم طبقے کی اجتماعی یا انفرادی زندگی میں جب بھی اضطراب پیدا ہوا تو نعت ہی مشکل

۱۔ بحوالہ مضمون، مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری، مطبوعہ نگار پاکستان، کراچی اپریل ۱۹۹۶ء، ص ۴۷

گھڑی کا سہارا اور دلجوئی کا سامان بنی اور اس کے کچھ ایسے اشعار اجتماعی لاشعور کی پکار بن کر لبوں پر نازل ہو گئے جیسے حالی کی نعت کا یہ شعر ؎

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

یا پھر مولانا احمد رضا خاں کی نعت کے یہ اشعار ؎

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقا تیرا

غم ہو گئے بے شمار آقا
بندہ تیرے نثار آقا

گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی
ڈوبا ڈوبا اُتار آقا

اَلبحرُ عَلَا وَ المَوجُ طغٰی من بے کس و طوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

مولانا احمد رضا خاں کی نعت کی ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ یہ اجتماعی اور انفرادی طور پر آقائے نامدار کے وسیلے سے رب ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں سوال کرنے اور مانگنے کا قرینہ سکھلاتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ عشق "فتنہ گر و سرکش و چالاک" کیسے بنتا ہے؟ اور نالۂ بے باک آسمان کو کیسے چیرتا ہے؟ عشق رسول کوئی

انصاف کا پتھر نہیں کہ "ہاتھ میں تیشہ زر ہو تو یہ ہاتھ آتا ہے"۔[1] اس کے لیے ظن و ہم و گماں کو چھوڑ کر ہمہ وقت حسن محبوب حق میں لاپتہ ہونا اور بحر عشق کی تہ میں اترنا پڑتا ہے تب کہیں جاکر گوہر آب دار اور معنی نایاب ہاتھ آتے ہیں، عشق رسول تو ایک جذباتی کیفیت ہے، احساس کا بہتا دریا ہے، تخیل کی بے ساختگی ہے۔ مئے محبت کی مستی ہے، عشق کی سلطانی ہے، اوس کے قطروں کی ٹھنڈک ہے، آتش گل کی حدت ہے، فکر و نظر کی واردات ہے، کیف و مستی میں ڈوبا نعرۂ مستانہ ہے اور دیوانگی و فرزانگی اور بے خودی و ہشیاری کا امتزاج ہے- سوز و گداز، شدت احساس اور پاکیزگی جذبات جس کا انعام اور لفظوں کی روانی اور ہنر کی فراوانی جس کا صلہ ہے- مولانا احمد رضا خاں کی نعت بلاشبہہ ان تمام اوصاف معنوی سے مزیّن ہے اور صحیح معنوں میں "حدائق بخشش"[2] ہے- ڈاکٹر جمیل جالبی بھی اقرار کرتے ہیں کہ:

"احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی شاعری نے مجھے عشق رسول ﷺ سے سرشار کیا، مجھ پر کیفیات روحانی کے در وا کیے اور میری لے اور میری آواز اور لہجے میں ان کی آواز اور لے شامل ہو گئی-"[3]

مولانا احمد رضا خاں کی نعتوں نے جہاں برصغیر پاک و ہند کے لوگوں کے دلوں کو گداز کیا، وہاں نعت سنجی اور نعت فہمی کا ایک ایسا ذوق پیدا کیا جس میں خواص کے ساتھ ساتھ عوام نے بھی فراواں حصہ حاصل کیا، ڈاکٹر ریاض مجید کا یہ کہنا بجا ہے کہ:

"اردو نعت کی تاریخ میں اگر کسی فرد واحد نے شعرائے نعت پر سب سے گہرے اثرات مرتسم کیے ہوں تو وہ بلاشبہہ مولانا احمد رضا خاں کی ذات ہے، انہوں نے نہ صرف یہ کہ خود نعت میں وقیع شاعری کی، بلکہ اپنے ہم مسلک شاعروں، خلفاء اور تلامذہ میں

۱- احمد ندیم قاسمی، نظم "پتھر" کا ایک مصرع-
۲- مولانا شاہ احمد رضا خاں کا نعتیہ مجموعہ کلام-
۳- بحوالہ "انتخاب حدائق بخشش" مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مر ہند پبلی کیشنز، کراچی ۱۹۹۵ء ص ۲۱

نعت گوئی کو ایک تحریک کی شکل دی۔"[1]

اردو میں نعت گوئی کو جو شرف مولانا کی گہری نظر، والہانہ عقیدت، شعری استعداد اور فن کارانہ ہنر مندی کے سبب میسر آیا، اس کی وجہ سے اب نعتیہ شاعروں کی ایک کھیپ اور نعتیہ شاعری کے مجموعوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ دکھائی دیتا ہے۔ مولانا کی صرف ایک نعت جس کا مطلع ہے :

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا　　　نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اس نعت کی زمین میں پچیس نعتوں اور تین حمدوں کا سراغ لگایا جا چکا ہے[2] جن شعراء نے اس زمین میں گلزار معرفت کھلایا ہے ان میں احمد ندیم قاسمی، احسان دانش، رند لکھنوی، مولانا حسن رضا خاں، سید نصیر الدین نصیؔر گولڑہ شریف، نظیر لدھیانوی، پروفیسر عارف عبدالمتین، خواجہ عابد نظامی، عزیز حاصل پوری، قمر جلالوی، ہلال جعفری اور عاصی کرنالی جیسے ممتاز شعراء شامل ہیں۔

عموماً شعراء نرم، ہموار اور پامال زمینوں کو منتخب کر کے ہی شعر کہتے دکھائی دیتے ہیں، مگر مولانا شاہ احمد رضا خاں کی نعتیں ولؔی دکنی کے اس شعر کی معنوی صورت نظر آتی ہیں۔

راہ مضمون تازہ، بند نہیں
تا قیامت کھلا ہے باب سخن

مولانا نے سنگلاخ زمینوں کو اپنی جودت طبع اور فکر رواں سے اس قدر ملائم کر دیا ہے اور اس میں دل نشیں لفظوں اور تراکیب سے ایسی تخم ریزی کی ہے کہ جدھر نظر اُٹھائیے گلشن نبوت ہرا بھرا دکھائی دیتا ہے۔ سخت، کھردری اور پتھریلی زمینوں کو نرم ملائم اور گداز کر دینا اور انہیں ہر طبقہ عام و خاص میں قبول عام عطا کر دینا مولانا احمد

۱۔ بحوالہ مضمون، امام احمد رضا کی اردو نعت گوئی، ص ۱۱۴

۲۔ ظفر عالم جاوید، ڈاکٹر: امام احمد رضا کی اردو نعت نگاری، مطبوعہ معارف رضا، کراچی ۱۹۹۶، ص ۱۲۸

رضا خاں کا ایسا تخصص ہے، جس کی بلندی تک پہنچنے اور مصرعہ تر، کی صورت قائم کرنے کے لئے تنِ شاعر کا سیروں لہو خشک ہو تا ہے- مولانا نے یہ کمال جابجا دکھایا ہے-دیکھیے:

تابِ مرآتِ سحر ، گردِ بیابانِ عرب
غازۂ روئے قمر دودِ چراغانِ عرب

جو بنوں پر ہے بہارِ چمن آرائی دوست
خلد کا نام نہ لے بلبلِ شیدائی دوست

تمہارے ذرے کے پر تو ستار ہائے فلک
تمہارے نعل کی ناقص مثل ضیائے فلک

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفٰے کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

ہے لب عیسٰی سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

تاہم پتھر کو موم کرنے سے بھی دشوار مرحلہ، چھوٹی بحروں میں مجلیاں بھرنے اور سہل ممتنع کا انداز پیدا کرنے کا تھا، اس میدان میں بھی نعت میں مولانا احمد رضا خاں کا ہم پلہ کوئی دوسرا نظر نہیں آتا، چھوٹی بحروں میں ان کی ایک دو نہیں درجنوں نعتیں اور ان کے اشعار ایسے ہیں جو حدود مقام سے آگے گزر چکے ہیں-طویل بحروں اور سنگلاخ زمینوں میں لکھی گئی نعتوں کی کامیابی مولانا کو ایک قادر الکلام شاعر تو ثابت کرتی ہے- مگر ایک بڑے شاعر کی عظمت کا دارومدار ہمیشہ چھوٹی بحروں میں سموئی گئی بے ساختگی، معصومیت، لطافت، نازک خیالی، طرح داری، سحر آفرینی، نغمگی و موسیقیت، سلاست و حلاوت، سوز و گداز، رعنائی خیال، کیف واثر اور تخلیقی حسن کی

طرفگی پر ہوتا ہے، احمد رضاں خاں بریلوی کے اشعار میں عشق و یقین سمیت ان تمام اوصافِ حسنِ نعت کا امتزاج ملتا ہے، پروفیسر وسیم بریلوی کے الفاظ میں :

"یہاں میرؔ کی دردمندی بھی ہے، غالبؔ کا تفکر بھی، مومنؔ کی شائستہ نظری بھی ہے، سوداؔ کی خلاقی ذہنی بھی، دردؔ کی عارفانہ سادگی بھی ہے، ذوقؔ کی زبان دانی بھی۔ اقبالؔ کی فلسفیانہ گہرائی بھی ہے، حالیؔ کی عاجزی و انکساری بھی، جگرؔ کی والہانہ ربودگی بھی ہے فانیؔ کی فلسفیانہ نظری بھی، حسرتؔ کی واقعیت بھی ہے اور اصغرؔ کی معرفت پسندی بھی[1]"

آیئے دیکھتے ہیں :

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خدا چاہتا ہے رضائے محمد
عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر — خدائے محمد برائے محمد
خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے — جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمد

غم ہو گئے بے شمار آقا — بندہ تیرے نثار آقا
میں دور ہوں، تم تو ہو میرے پاس — سن لو میری پکار آقا

ہر حکایت ہر کنایت ہر ادا — ہر اشارت دل نشیں و دل نشاں

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں — تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں — مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

سچی بات سکھاتے یہ ہیں — سیدھی راہ دکھاتے یہ ہیں
شافع ، نافع ، رافع، دافع — کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

۱۔ احمد رضا خاں، امام : انتخاب حدائق بخشش، ص ۵۲-۵۳

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی　　سب سے بالا و والا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی　　دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی
جس کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات　　ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی
خلق سے اولیا، اولیا سے رسل　　اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی　　چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی
کیا خبر کتنے تارے کھِلے چھپ گئے　　پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی
سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے　　ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی
غم زدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے　　بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

مولانا احمد رضا خاں کا اسلوب شعری ایک الگ مضمون کا تقاضا کرتا ہے ان کے لفظوں کی تراش خراش ایسی ہے، جس پر ایک لمحہ کے لئے بھی آورد کا گمان نہیں ہوتا، بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے لفظ ایک وجدانی ترتیب کے ساتھ اپنی نشست کے لئے بے کل ہوں، حضرت امیر خسرو نے اپنی ایک غزل کے ہر شعر میں آدھا مصرع ہندی اور آدھا فارسی میں کہہ کر ایک نئے راگ کو لفظوں کے ذریعے سُر میں ڈھالا تھا، مگر حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی ایک نعت میں اردو، عربی، فارسی اور پوربی زبان کے الفاظ وتراکیب کو ہم آہنگ کر کے شاعری کا ایک نیا آہنگ دریافت کیا ہے، اس نعت میں لفظ و معنی اور صوت و غنا ایک ہی قالب میں ڈھل گئے ہیں چند اشعار ملاحظہ کیجئے:

لم یأتِ نظیرُ ك فی نظَرٍ، مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر، سو ہے تجھ کو شہ دوسَرا جانا
یا شمسُ نظَرتِ اِلیٰ لَیلی چو بطیبہ رسی عرضے بُکنی
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی، مری شب نے نہ دن ہونا جانا

اَنَا فِی عَطَشٍ وَّ سَخَاکَ اَتَمّ ،اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم ،دو بوند ادھر بھی گرا جانا

اَلرُّوحُ فِدَاکَ فَزِدحَرَقا ،یک شعلہ دگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا ،یہ جان بھی پیارے جلا جانا

اس نعت کے بارے میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے درست لکھا ہے کہ :

"مولانا احمد رضا خاں کی مذکورہ نعت میں جو دل نشینی و دل آویزی اور لطافت ہے وہ اس بنا پر ہے کہ آنحضرت ﷺ سے بے پناہ محبت کا صاف و شفاف چشمہ ،اس کے تحت میں بہ رہا ہے مستی اور والہانہ پن کا ایک آبشار ہے جس کی طراوت ، خنکی اور مٹھاس سے اہل دل سیراب ہو رہے ہیں۔"[1]

دراصل مولانا کے الفاظ میں جذبے کی جو صداقت ، شدت ، گہرائی اور رچاؤ ہے وہ عشق رسول اور مدحت رسول کے سبب سے ہے اور یہ رشتہ اتنا مضبوط اور تعلق اتنا گہرا ہے کہ اس نعت نے تشنگان محبت کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے۔ یہی صورت مولانا کے نعتیہ سلام (مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام) میں دکھائی دیتی ہے جسے عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔ ابھی حال ہی میں مصر سے اس نعتیہ سلام کا منظوم عربی ترجمہ ایک سو پانچ صفحات کے مقدمہ اور حواشی کے ساتھ "المنظومة السلامية فی مدح خير البرية" کے عنوان سے دیدہ زیب کتاب کی صورت میں شائع ہوا ہے۔[2]

۱۔ بحوالہ مضمون "مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی نعتیہ شاعری "ص ۱

۲۔ "المنظومة السلامية فی مدح خير البرية " کے مترجمین ، شارحین اور مؤلفین جناب دکتور حسین مجیب المصری (معروف ادیب ، نقاد ، محقق ، مترجم اور شارح) اور جناب سید حازم محمد احمد محفوظ ہیں۔ جناب سید حازم محمد احمد محفوظ نے مولانا احمد رضا خاں کی عربی نعتوں ، قصائد ، مراثی اور رباعیات کو "بساتین الغفران" کے عنوان سے کتابی شکل میں مرتب کیا اس کتاب پر انہیں "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا" کی طرف سے گولڈ میڈل دیا گیا۔ انہوں نے مصر میں مولانا احمد رضا خاں کی یاد منانے کے لئے ایک سلسلۂ کتاب کا اجرا بھی کیا ہے اس سلسلے کی پہلی یادگاری کتاب مولانا احمد رضا خاں کے ۸۰ ویں عرس کے موقع پر بہ عنوان مولانا الامام احمد رضا خاں یادگاری سلسلہ ستمبر ۱۹۹۹ء میں چھپ گئی ہے۔ جناب حازم محمد احمد محفوظ نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے حوالے سے ایک اور کتاب بہ عنوان "الامام احمد رضا خاں والعالم العربی" بھی مرتب کی ہے

(آیندہ صفحے پر)

ڈیڑھ سو سے زاید اشعار پر مبنی یہ نعتیہ سلام ایسا ہے جو ایک طرف تو فن شعر کے کسی بھی معیار پر پورا اترتا ہے اور دوسری طرف اس میں جذب و کیف کا ایک ایسا عالم ہے کہ لوگ اسے پڑھتے ہیں اور سر دھنتے ہیں، یہ سلام نسل در نسل سینہ در سینہ منتقل ہو رہا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کی مقبولیت اور اثر پزیری میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، ہر طبقے کے لوگ جب اسے سنتے ہیں تو ایک عالم وجد میں اسے خود بھی گنگنانے لگتے ہیں اور یوں عشق و یقین کے اجتماعی لہجے کی گونج پیدا ہوتی ہے دیکھئے:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام　　شمعِ بزمِ رسالت پہ لاکھوں سلام
مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود　　گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
شہر یار ارم تاجدار حرم　　نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا　　اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں　　ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں　　اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
کُل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا　　اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند　　اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

اس نعتیہ سلام کے ساتھ اگر قصیدہ نوریہ اور قصیدہ معراجیہ بھی پڑھا جائے تو مولانا احمد رضا کے رواں دواں اسلوب اور ذوق نعت سنجی کے بارے میں کسی اور تشریح کی ضرورت نہیں رہتی۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا　　صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالا نور کا　　نور دن دُونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا
(قصیدہ نوریہ)

(بقیہ: گذشتہ سے پیوستہ)

جو رضا فاؤنڈیشن لاہور کی طرف سے چھپ گئی ہے۔ یہ سب تالیفات مولانا احمد رضا خاں کے ہمہ گیر اثرات کا ثبوت فراہم کرنے کے لئے ماڈل کے طور پر پیش کی جا سکتی ہیں۔

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں، عرب کے مہمان کے لئے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں پر، رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے، اِدھر سے نفحات اٹھ رہے تھے

خوشی کے بادل امنڈ کے آئے، دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا، حرم کو خود وجد آرہے تھے

بچا جو تلووں کا ان کے دھوون، بنا وہ جنت کا رنگ روغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اترن، وہ پھول گلزار نور کے تھے

براق کے نقشِ سم کے صدقے، وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن لہکتے گلشن، ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے، گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے، کسے بتائے کدھر گئے تھے

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر، وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے، اسی سے اس کی طرف گئے تھے

ثنائے سرکار ہے وظیفہ، قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا روی تھی کیا کیسے قافیے تھے

(قصیدہ معراجیہ)

مولانا احمد رضا کے شعری اسلوب کا سب سے نمایاں وصف ہی یہ ہے کہ شاعری کی ہوس اور پروا کے بغیر بھی ان کی ردیفیں اور ان کے قافیے رقص کرتی ہوئی بوندیں معلوم ہوتے ہیں، کہ دیکھتے ہی دیکھتے جل تھل ہو جاتا ہے اور ثنائے سرکار میں بلند ہونے والی دلکشا صدا بوندوں کی رم جھم سے مل کر جلترنگ کو جنم دیتی ہے، مولانا

نے غزل کے حسن بیان ، مثنوی کی روانی اور قصیدے کے شکوہ کو اپنی نعتوں میں اس طرح برتا ہے کہ لطف بیان کی ایک نئی جہت وجود میں آگئی ہے ، ان کی نعت میں اردو شاعری کے یہ تینوں مختلف اسالیب ھم آھنگ بھی ہیں اور الگ الگ قابل شناخت بھی۔ یوں ان کی نعت گوئی کے موثرات ، ترغیبات اور تحریکات کو دیکھتے ہوئے امام احمد رضا خاں بریلوی کو اردو نعت گوئی کا امام بھی کہا جا سکتا ہے۔

1

واہ کیا جُود و کرم ہے، شہِ بطحا تیرا — "نہیں" سنتا ہی نہیں، مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے، وہ ہے قطرہ تیرا — تارے کھلتے ہیں سخا کے، وہ ہے ذرہ تیرا

فرش والے تیری، شوکت کا علُو کیا جانیں — خسرو! عرش پہ، اڑتا ہے پھریرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب — یعنی محبوب و محبّ میں، نہیں میرا تیرا

دل عبث خوف سے، پتاّ سا اڑا جاتا ہے — پلہّ ہلکا سہی، بھاری ہے بھروسہ تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال — جھڑکیاں کھائیں کہاں؟ چھوڑ کے صدقہ تیرا

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری — جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حرم طیبہ و بغداد، جدھر کیجے نگاہ — جوت پڑتی ہے تری، نور ہے چھنتا تیرا

2

غم ہو گئے بے شمار آقا — بندہ تیرے نثار آقا

بگڑا جاتا ہے کھیل میرا — آقا آقا، سنوار آقا!!

منجدھار پہ آکے ناؤ ڈوبی — دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا

ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری — للہ یہ بوجھ اتار آقا

ہلکا ہے اگر ہمارا پلہّ — بھاری ہے تیرا وقار آقا

مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہو گا — تم سا نہیں غمگسار آقا

گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی — ڈوبا، ڈوبا، اُتار آقا

پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا — دے دے ایسی بہار آقا

3

محمد مظہر کامل ہے، حق کی شانِ عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں، کچھ انداز وحدت کا

نہ رکھی گل کے جوشِ حسن نے، گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ؟ کوئی باغ رسالت کا

سکھایا ہے یہ کس گستاخ نے، آئینہ کو یارب
نظارہ روئے جاناں کا، بہانہ کر کے حیرت کا

یہاں چھڑکا نمک، واں مرہمِ کافور ہاتھ آیا
دل زخمی نمک پروردہ ہے، کس کی ملاحت کا

زبان خار کس کس درد سے، ان کو سناتی ہے
تڑپنا دشت طیبہ میں، جگر افگار فرقت کا

سرہانے ان کے بسمل کے، یہ بے تابی کا ماتم ہے
شہِ کوثر ترحم! تشنہ جاتا ہے زیارت کا

وہ چمکیں بجلیاں یارب، تجلی ہائے جاناں سے
کہ چشم طور کا سرمہ، دل مشتاق رؤیت کا

رضائے خستہ! جوشِ بحرِ عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا، دامن ان کی رحمت کا

4

لم یَاتِ نظیرُ لکَ فی نظرٍ، مثل تو نہ شد پید اجانا
جگ راج کو تاج تورے سر ،سوہے تجھ کو شہِ دوسَرا جانا

اَلْبَحْرُ عَلَا وَالمَوجُ طَغٰی ،من بے کس و طوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا، موری نیاّ پار لگا جانا

یَا شَمْسُ نظَرْتِ اِلیٰ لَیلی چو بطیبہ ،رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی، مری شب نے نہ دن ہونا جانا

اَنَا فی عَطَشٍ وَّسَخَاکَ اَتَمّ ، اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم، دو بوند ادھر بھی گرا جانا

الرُّوحُ فِداکَ فَزِدحَرَقا، یک شعلہ دگر برزن عشقا
موراتن من دھن سب پھونک دیا، یہ جان بھی پیارے جلا جانا

5

نعمتیں بانٹتا جس سمت سے وہ ذی شان گیا ساتھ ہی منشیٔ رحمت کا قلمدان گیا
لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا میرے مولیٰ مرے آقا ترے قربان گیا
آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی ہائے وہ دل جو ترے در سے پُر ارمان گیا
دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا
جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

6

تابِ مرآتِ سحر، گردِ بیابانِ عرب غازۂ روئے قمر، دودِ چراغانِ عرب
اللہ اللہ !بہار چمنستان عرب پاک ہیں لوثِ خزاں سے گل، وریحانِ عرب
جوششِ ابر سے خونِ گلِ فردوس گرے چھیڑ دے رگ کو اگر خارِ بیابانِ عرب
حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں سر کٹاتے ہیں ترے نام پر مردانِ عرب
حور سے کیا کہیں ؟موسیٰ سے مگر عرض کریں کہ ہے خود حسنِ ازل طالبِ جانانِ عرب

7

زہے عزّت واعتلائے محمدؐ کہ ہے عرشِ حق، زیرِ پائے محمدؐ
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمدؐ
عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر خدائے محمد برائے محمدؐ
دمِ نزع جاری ہو، میری زباں پر محمد محمد، خدائے محمدؐ
خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے جو آنکھیں ہیں محوِ لقائے محمدؐ
رضاؔ پل سے اب وجد کرتے گزریئے کہ ہے ربِّ سلِّم صدائے محمدؐ

8

کیا ٹھیک؟ ہو رخِ نبوی پر مثالِ گل　　پامال جلوۂ کفِ پا ہے جمالِ گل
غم گیں ہے شوقِ غازۂ خاکِ مدینہ میں　　شبنم سے دُھل سکے گی نہ گردِ ملالِ گل
بلبل! گھرا ہے ابرِ ولا، مژدہ ہو کہ اب　　گرتی ہے آشیانہ پہ برقِ جمالِ گل
یارب ہرا بھرا رہے، داغِ جگر کا باغ　　ہر مہ مہِ بہار ہو، ہر سال سالِ گل
رنگِ مژہ سے کرکے خجل، یادِ شاہ میں　　کھینچا ہے ہم نے کانٹوں پہ عطرِ جمالِ گل
چاہے خدا تو پائیں گے، عشقِ نبی میں خلد　　نکلی ہے نامۂ دلِ پُر خوں میں فالِ گل

9

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحیٰ، ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قَسَمِ شبِ تار میں راز یہ تھا، کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا، تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا، ترے خالقِ حسن و ادا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا، نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا، ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

ترا مسندِ ناز ہے عرش بریں، ترا محرمِ راز ہے روح امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا، ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہی عرض ہے خالقِ ارض و سما، وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ، کہ ہے خُلد کو جس کی صفا کی قسم

10

پھر کے گلی گلی تباہ، ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں؟
دل کو جو عقل دے خدا، تیری گلی سے جائے کیوں؟

رخصتِ قافلہ کا شور، غش سے ہمیں اٹھائے کیوں؟
سوتے ہیں ان کے سایہ میں، کوئی ہمیں جگائے کیوں؟

یاد حضور کی قسم، غفلتِ عیش ہے ستم
خوب ہیں قیدِ غم میں ہم، کوئی ہمیں چھڑائے کیوں؟

جان سفر نصیب کو، کس نے کہا مزے سے سو
کھٹکا اگر سحر کا ہو شام سے موت آئے کیوں؟

اب تو نہ روک اے غنی، عادتِ سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی، لقمۂ تر کھلائے کیوں؟

ہے تو رضا نرا ستم، جرم پہ گر لجائیں ہم
کوئی بجائے سوزِ غم، سازِ طرب بجائے کیوں؟

11

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں — ترے دن اے بہار پھرتے ہیں
جو ترے در سے یار پھرتے ہیں — در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں
اس گلی کا گدا ہوں--- میں جس میں — مانگتے تاجدار پھرتے ہیں
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں — دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں
لاکھوں قدسی ہیں کامِ خدمت پر — لاکھوں گردِ مزار پھرتے ہیں

12

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں — جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو — جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
اسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے — ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں
اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا — رو رو کے مصطفٰے نے دریا بہا دیئے ہیں
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا — دریا بہا دیئے ہیں دُرّبے بہا دیئے ہیں
مِلکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم — جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

13

یاد میں جس کی نہیں ہوش تن و جاں ہم کو — پھر دکھا دے وہ رُخ اے مہرِ فروزاں ہم کو
دیر سے آپ میں آنا، نہیں ملتا ہے ہمیں — کیا ہی خود رفتہ کیا جلوۂ جاناں ہم کو
جس تبسم نے گلستاں پہ گرائی بجلی — پھر دکھا دے وہ ادائے گلِ خنداں ہم کو
کاش آویزۂ قندیلِ مدینہ ہو وہ دل — جس کی سوزش نے کیا رشکِ چراغاں ہم کو
میرے ہر زخمِ جگر سے یہ نکلتی ہے صدا — اے ملیحِ عربی کر دے نمک داں ہم کو
جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار — نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہم کو
نیّرِ حشر نے اک آگ لگا رکھی ہے — تیز ہے دھوپ ملے، سایۂ داماں ہم کو
پردہ اس چہرۂ انور سے اٹھا کر اک بار — اپنا آئینہ بنا اے مہِ تاباں ہم کو
اے رضا وصفِ رخِ پاک سنانے کے لئے — نذر دیتے ہیں چمن، مرغِ غزل خواں ہم کو

14

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

رکنِ شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت
اب مدینہ کو چلو، صبحِ دلآرا دیکھو

آبِ زم زم تو پیا، خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جودِ شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو

دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی
اُن کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ
قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

زینتِ کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ
جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو

مہرِ مادر کا مزہ دیتی ہے آغوشِ حطیم
جن پہ ماں باپ فدا، یاں کرم ان کا دیکھو

اسمنِ طور کا تھا رکنِ یمانی میں فروغ
شعلۂ طور یہاں انجمن آرا دیکھو

دھو چکا ظلمتِ دل، بوسۂ سنگِ اسود
خاک بوسیٔ مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

جمعۂ مکہ تھا عید اہلِ عبادت کے لئے
مجرمو آؤ یہاں عیدِ دوشنبہ دیکھو

ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں
ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

خوب مسعیٰ میں بامید صفا دوڑ لئے
رہ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو

رقصِ بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں
دل خونابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

15

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

کانٹا مرے جگر سے غم روزگار کا
یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو

کہتی تھی یہ براق سے اس کی سبک روی
یوں جایئے کہ گرد سفر کو خبر نہ ہو

ایسا گُما دے ان کی ولا میں خدا ہمیں
ڈھونڈھا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

اے خارِ طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آکہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

16

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل، شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر، شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نورالہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

17

کیا ہی ذوق افزا شفاعت، ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ، پرہیزگاری واہ واہ

خامۂ قدرت کا حسن دست کاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی، سنواری واہ واہ

نور کی خیرات لینے، دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اٹھتی ہے کس شان، سے گردِ سواری واہ واہ

کیا مدینہ سے صبا آئی کہ پھولوں میں ہے آج
کچھ نئی بُو بھینی بھینی پیاری پیاری واہ واہ

اِس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

18

سب سے اولٰی و اعلٰی ہمارا نبی
سب سے بالاؤ والا ہمارا نبی

اپنے مولٰی کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جُلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی

جن کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی

خلق سے اولیا اولیا سے رُسُل
اور رسولوں سے اعلٰی ہمارا نبی

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

کیا خبر کتنے تارے کھِلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

19

چمک تجھ سے پاتے ہیں، سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے، چمکانے والے

مدینے کے خطے، خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے، ٹھہرانے والے

برستا نہیں، دیکھ کر ابرِ رحمت
بدوں پر بھی برسا دے، برسانے والے

اب آئی شفاعت کی، ساعت اب آئی
ذرا چین لے، میرے گھبرانے والے

20

عرش کی عقل دنگ ہے، چرخ میں آسمان ہے
جانِ مراد اب کدھر؟ ہائے ترا مکان ہے

عرش پہ جاکے مرغِ عقل، تھک کے گرا غش آگیا
اور ابھی منزلوں پرے، پہلا ہی آستان ہے

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے، تیری ہی داستان ہے

پیش نظر وہ نو بہار، سجدے کو دل ہے بے قرار
روکئے سر کو روکئے، ہاں یہی امتحان ہے

شانِ خدا! نہ ساتھ دے، اُن کے خرام کا وہ باز
سدرہ سے تاز میں جسے، نرم سی اک اُڑان ہے

خوف نہ رکھ رضا ذرا، تو تو ہے عبدِ مصطفےٰ
تیرے لئے امان ہے، تیرے لئے امان ہے

21

اٹھا دو پردہ دکھادو چہرہ ،کہ نورِ باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہورہا ہے، کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

انھی کی بو مایۂ سمن ہے، انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انھیں سے گلشن مہک رہے ہیں، انھی کی رنگت گلاب میں ہے

وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے، ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل، یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

جلی ہے سوز جگر سے جاں تک، ہے طالبِ جلوۂ مبارک
دکھادو وہ لب کہ آبِ حیواں، کا لطف جن کے خطاب میں ہے

کریم ایسا ملا کہ جس کے، کُھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں؟ تمہارا دل اضطراب میں ہے

کریم اپنے کرم کا صدقہ، لئیمِ بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا ،رضا بھی کوئی حساب میں ہے

22

سونا جنگل رات اندھیری، چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو، چوروں کی رکھوالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں، یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے، اور تو نے نیند نکالی ہے

بادل گرجے بجلی تڑپے، دھک سے کلیجہ ہو جائے
بَن میں گھٹا کی بھیانک صورت، کیسی کالی کالی ہے؟

پاؤں اٹھا اور ٹھوکر کھائی، کچھ سنبھلا پھر اوندھے منہ
مینھ نے پھسلن کر دی ہے، اور دُھر تک کھائی نالی ہے

پھر پھر کر ہر جانب دیکھوں، کوئی آس نہ پاس کہیں
ہاں اک ٹوٹی آس نے ہارے، جی سے رفاقت پالی ہے

تم تو چاند عرب کے ہو پیارے، تم تو عجم کے سورج ہو
دیکھو مجھ بے کس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے؟

وہ تو نہایت سستا سودا، بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں؟ اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

23

حرزِ جاں ذکرِ شفاعت کیجئے
نار سے بچنے کی صورت کیجئے

اُن کے حسنِ با ملاحت پر نثار
شیرۂ جاں کی حلاوت کیجئے

ان کے در پہ جیسے ہو مٹ جایئے
ناتوانو! کچھ تو ہمت کیجئے

ڈوب کر یادِ لبِ شاداب میں
آبِ کوثر کی سباحت کیجئے

نیم وا طیبہ کے پھولوں پر ہو آنکھ
بلبلو! پاس نزاکت کیجئے

آنکھ تو اٹھتی نہیں، کیا دیں جواب
ہم پہ بے پرسش ہی رحمت کیجئے

تجھ سے کیا کیا اے مرے طیبہ کے چاند
ظلمت غم کی شکایت کیجئے

اپنے ہاتھوں خود لٹا بیٹھے ہیں گھر
کس پہ دعوائے بضاعت کیجئے؟

عرض کا بھی، اب تو منہ پڑتا نہیں
کیا علاج دردِ فرقت کیجئے؟

دے خدا ہمت کہ یہ جانِ حزیں
آپ پر واریں، وہ صورت کیجئے

اپنی اک میٹھی نظر کے شہد سے
چارۂ زہرِ مصیبت کیجئے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضؔا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

24

کس کے جلوے کی جھلک ہے یہ اجالا کیا ہے؟ — ہر طرف دیدۂ حیرت زدہ تکتا کیا ہے؟

ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے، تو ہوئے ہم تیرے — اس سے بڑھ کر تیری سمت اور وسیلہ کیا ہے؟

زاہد ان کا میں گنہ گار، وہ میرے شافع — اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے؟ تو سمجھا کیا ہے

بے بسی ہو جو مجھے، پرسشِ اعمال کے وقت — دوستو! کیا کہوں اس وقت تمنا کیا ہے؟

کاش فریاد مری سن کے یہ فرمائیں حضور — ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے غوغا کیا ہے؟

کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے — کس مصیبت میں گرفتار ہے صدمہ کیا ہے؟

یوں ملائک کریں معروض کہ اک مجرم ہے — اس سے پرسش ہے بتا تو نے کیا، کیا کیا ہے؟

آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہِ رسل — بندہ بے کس ہے شہا، رحم میں وقفہ کیا ہے؟

سن کے یہ عرض مری، بحرِ کرم جوش میں آئے — یوں ملائک کو ہو ارشاد، ٹھہرنا کیا ہے؟

کس کو تم مَورِدِ آفات کیا چاہتے ہو؟ — ہم بھی تو آ کے ذرا دیکھیں، تماشا کیا ہے؟

ان کی آواز پہ کر اٹھوں میں بے ساختہ شور — اور تڑپ کر یہ کہوں، اب مجھے پروا کیا ہے؟

پھر مجھے دامنِ اقدس میں چھپالیں سرور — اور فرمائیں ہٹو! اس پہ تقاضا کیا ہے؟

چھوڑ کر مجھ کو فرشتے، کہیں محکوم ہیں ہم — حکمِ والا کی نہ تعمیل ہو، زُہرہ کیا ہے؟

صدقے اس رحم کے، اس سایۂ دامن پہ نثار — اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے؟

اے رضا جانِ عنادِل، ترے نغموں کے نثار — بلبلِ باغِ مدینہ، ترا کہنا کیا ہے؟

25

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

گلزارِ قدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں
درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے

اللہ رے! تیرے جسمِ منور کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے

اِس مردہ دل کو مژدہ، حیاتِ ابد کا دوں
تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے

لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ، خلق کا آقا کہوں تجھے

26

مژدہ باد اے عاصیو! شافع شہِ ابرار ہے
تہنیت اے مجرمو! ذاتِ خدا غفّار ہے

عرش سا فرشِ زمیں ، ہے فرشِ پا عرشِ بریں
کیا نرالی طرز کی؟ نامِ خدا رفتار ہے

چاند شقّ ہو پیڑ بولیں، جانور سجدہ کریں
بارک اللہ! مرجعِ عالَم یہی سرکار ہے

جن کو سوئے آسماں پھیلا، کے جل تھل بھر دیئے
صدقہ اُن ہاتھوں کا پیارے، ہم کو بھی درکار ہے

گورے گورے پاؤں چمکا دو ، خدا کے واسطے
نور کا تڑکا ہو پیارے ، گور کی شب تار ہے

گونج گونج اُٹھے ہیں، نغماتِ رضاؔ سے بوستاں
کیوں نہ ہو؟ کس پھول کی مدحت میں وامنقار ہے؟

27

زمین و زماں تمہارے لئے، مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے ،بنے دو جہاں تمہارے لئے

دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر، یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر، یہ حکم رواں تمہارے لئے

جناں میں چمن ، چمن میں سمن ، سمن میں پھبن، پھبن میں دلہن
سزائے مِحَن پہ ایسے مِنَن ،یہ امن و اماں تمہارے لئے

نہ روحِ امیں نہ عرشِ بریں ، نہ لوحِ مبیں کوئی بھی نہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں، اَزَل کی نہاں تمہارے لئے

28

نظر اک چمن سے دوچار ہے، نہ چمن، چمن بھی نثار ہے
عجب اس کے گل کی بہار ہے، کہ بہارِ بلبل زار ہے

نہیں سر کہ سجدہ کناں نہ ہو، نہ زباں کہ زمزمہ خواں نہ ہو
نہ وہ دل کہ اس پہ تپاں نہ ہو، نہ وہ سینہ جس کو قرار ہے

وہ ہے بھینی بھینی وہاں مہک، کہ بسا ہے عرش سے فرش تک
وہ ہے پیاری پیاری وہاں چمک، کہ وہاں کی شب بھی نہار ہے

یہ سمن یہ سوسن و یاسمن ،یہ بنفشہ سنبل و نسترن
گل و سرو و لالہ بھرا چمن ، وہی ایک جلوہ ہزار ہے

بہ ادب جھکا لو سَرِ وِلا، کہ میں نام لوں گل و باغ کا
گلِ تر محمد مصطفٰے ،چمن ان کا پاک دیار ہے

وہی آنکھ ان کا جو منہ تکے، وہی لب کہ محو ہوں نعت کے
وہی سر جواُن کے لئے جھکے، وہی دل جو ان پہ نثار ہے

29

ایمان ہے قالِ مصطفائی　　قرآن ہے حالِ مصطفائی

اللہ کی سلطنت کا دولہا　　نقشِ تمثالِ مصطفائی

مرسل مشتاقِ حق ہیں اور حق　　مشتاقِ وصالِ مصطفائی

خواہانِ وصالِ کبریا ہیں　　جویانِ جمالِ مصطفائی

اللہ نہ چھوٹے دستِ دل سے　　دامانِ خیالِ مصطفائی

مجھ کو شبِ غم ڈرا رہی ہے　　اے شمعِ جمالِ مصطفائی

آنکھوں میں چمک کے دل میں آجا　　اے شمعِ جمالِ مصطفائی

گھنگھور گھٹائیں غم کی چھائیں　　اے شمعِ جمالِ مصطفائی

بھٹکا ہوں تو راستہ بتا جا　　اے شمعِ جمالِ مصطفائی

دکھ میں ہیں اندھیری رات والے　　اے شمعِ جمالِ مصطفائی

تاریک ہے رات غم زدوں کی　　اے شمعِ جمالِ مصطفائی

پُر نور ہے تجھ سے بزمِ عالم　　اے شمعِ جمالِ مصطفائی

ہم تیرہ دلوں پہ بھی کرم کر　　اے شمعِ جمالِ مصطفائی

تقدیر چمک اٹھے رضاؔ کی　　اے شمعِ جمالِ مصطفائی

30

وہی رب ہے جس نے تجھ کو، ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو، ترا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا

یہی بولے سدرہ والے، چمنِ جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے، ترے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
مرے پاس تھا ابھی تو، ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضاؔ تیرے دل، کا پتہ چلا بہ مشکل
درِ روضہ کے مقابل، وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا؟

کبھی خندہ زیرِ لب ہے، کبھی گریہ ساری شب ہے
کبھی غم کبھی طرب ہے، نہ سبب سمجھ میں آیا
نہ اسی نے کچھ بتایا

یہ تصوراتِ باطل، ترے آگے کیا ہیں مشکل؟
تری قدرتیں ہیں کامل، انہیں راست کر خدایا
میں انہیں شفیع لایا

31

جب کہ پیدا شہ انس و جاں ہو گیا
دُور کعبہ سے لوثِ بتاں ہو گیا

دل مکانِ شہِ عرشیاں ہو گیا
لامکاں، لامکاں، لا مکاں ہو گیا

سر فدائے رہ جانِ جاں ہو گیا
امتحاں، امتحاں، امتحاں ہو گیا

تھا براق نبی یا کہ نور نظر
یہ گیا، وہ گیا، وہ نہاں ہو گیا

حق شفاعت سے تیری گنہگاروں پر
مہرباں، مہرباں، مہرباں ہو گیا

گلشنِ طیبہ میں طائرِ سدرہ کا
آشیاں، آشیاں، آشیاں ہو گیا

یا نبی لو خبر آتش غم سے میں
تفتہ جاں، تفتہ جاں، تفتہ جاں ہو گیا

گزرے جس کوچے سے شاہِ گردوں جناب
آسماں، آسماں، آسماں ہو گیا

کس کے روئے منور کی یاد آگئی
دل تپاں، دل تپاں، دل تپاں ہو گیا

طوطیٔ اصفہاں سن کلام رضاؔ
بے زباں، بے زباں، بے زباں ہو گیا

32

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

جان دے دو وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

سائلو! دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

غم تو ان کو بھول کر لپٹا ہے یوں
جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا

33

قصیدہ معراجیہ

وہ سرورِ کشورِ رسالت، جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طَرَب کے ساماں، عرب کے مہمان کے لئے تھے
وہاں فلک پر یہاں زمیں میں، رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آتے، اِدھر سے نفحات اٹھ رہے تھے
یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی، کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی، جگہ جگہ نصب آئنے تھے
نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ، نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل، میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے
خوشی کے بادل امنڈ کے آئے، دِلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں، تھا حرم کو خود وجد آرہے تھے
یہ جھوما میزاب زر کا جھومر، کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر، حطیم کی گود میں بھرے تھے
غبار بن کر نثار جائیں، کہاں اب اُس رہگزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں، فرشتوں کے پَر جہاں بچھے تھے
اتار کر ان کے رخ کا صدقہ، یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر، جبیں کی خیرات مانگتے تھے

بچا جو تلووں کا ان کے دھوون، بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دولہا کی پائی اترن، وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

تجلیٔ حق کا سہرا سر پر، صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پَرے جما کر، کھڑے سلامی کے واسطے تھے

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن، لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو، یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

اٹھی جو گردِ رہِ منوّر، وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل، امنڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی، ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی، برات میں ہوش ہی گئے تھے

جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ، گرے تھے سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا، وہ گرد قربان ہو رہے تھے

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں، کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضور خورشید کیا چمکتے؟ چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے

تبارک اللہ! شان تیری، تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی، کہیں تقاضے وصال کے تھے

خِرَد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے، گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے، کسے بتائے کدھر گئے تھے؟

اُدھر سے پیہم تقاضے آنا، اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا، جمال و رحمت ابھارتے تھے

ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا، تموّج بحر ھُو میں ابھرا
دَنیٰ کی گودی میں ان کو لے کر، فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے

کسے ملے گھاٹ کا کنارا؟ کدھر سے گزرا کہاں اتارا؟
بھرا جو مثل نظر طرارا، وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

محیط و مرکز میں فرق مشکل، رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے، عجیب چکر میں دائرے تھے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے، ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت، جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر، وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے، اُسی سے اُس کی طرف گئے تھے

وہ برج بطحا کا ماہ پارا، بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارا، کہ اُس قمر کے قدم گئے تھے

نبی رحمت شفیع امت، رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی اُن خلعتوں سے حصہ، جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

34

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود
اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام

لطفِ بیداریٔ شب پہ بے حد درود
عالمِ خوابِ راحت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

کس کو دیکھا؟ یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمّت پہ لاکھوں سلام

غوث اعظم امامُ التُّقیٰ والنُّقیٰ
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس کی منبر ہوئی گردن اولیا
اس قدَم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

قصیدہ نور

صبح ، طیبہ میں ہوئی ، بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا، آیا ہے تارا نور کا

باغِ طیبہ میں سُہانا، پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں، پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

اُن کے قصرِ قدر سے، خُلد ایک کمرہ نور کا
سدرہ پائیں باغ میں، ننھا سا پودا نور کا

تیرے ہی ماتھے رہا، اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا، چمکا ستارا نور کا

میں گدا تو بادشاہ، بھر دے پیالا نور کا
نور دن دونا ترا، دے ڈال صدقہ نور کا

پشت پر ڈھلکا، سرِ انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے، اترا صحیفہ نور کا

تاج والے دیکھ کر، تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی! بول بالا نور کا

آبِ زر بنتا ہے ،عارض پر پسینہ نور کا
مصحفِ اعجاز پر، چڑھتا ہے سونا نور کا

بزمِ وحدت میں مزا، ہو گا دوبالا نور کا
ملنے شمعِ طور سے، جاتا ہے اِکّا نور کا

وصف رخ میں گاتی ہیں، حوریں ترانہ نور کا
قدرتی بینوں میں کیا، بجتا ہے لہرا نور کا

ناریوں کا دور تھا ،دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا، ٹھنڈا کلیجہ نور کا

جو گدا دیکھو لئے، جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے، کیا اِس میں توڑا نور کا

بھیک لے سرکار سے، لا جلد کاسہ نور کا
ماہِ نو! طیبہ میں بٹتا ہے، مہینہ نور کا

یاں بھی داغِ سجدۂ طیبہ ہے، تمغا نور کا
اے قمر! کیا تیرے ہی ماتھے ہے ٹیکا نور کا؟

تیری نسلِ پاک میں، ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور، تیرا سب گھرانا نور کا

اب کہاں وہ تابشیں؟ کیسا وہ تڑکا نور کا؟
مہر نے چھپ کر کیا، خاصہ دھندلکا نور کا

سبزۂ گردوں جھکا تھا، بہر پابوسِ بُراق
پھر نہ سیدھا ہو سکا، کھایا وہ کوڑا نور کا

چاند جھک جاتا جدھر، انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں، پر کھلونا نور کا

اے رضؔا یہ احمدِ نوری کا فیضِ نور ہے
ہو گئی میری غزل، بڑھ کر قصیدہ نور کا

تم پہ درود

کعبہ کے بدرالدجیٰ ! تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ! تم پہ کروروں درود

شافع روز جزا ! تم پہ کروروں درود
دافعِ جملہ بلا ! تم پہ کروروں درود

جان و دلِ اصفیا! تم پہ کروروں درود
آب و گلِ انبیا! تم پہ کروروں درود

اور کوئی غیب ،کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا، تم پہ کروروں درود

ذات ہوئی انتخاب، وصف ہوئے لا جواب
نام ہوا مصطفیٰ، تم پہ کروروں درود

وہ شبِ معراج راج ،وہ صفِ محشر کا تاج
کوئی بھی ایسا ہوا، تم پہ کروروں درود

بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز
ایک تمہارے سوا، تم پہ کروروں درود

آس ہے کوئی نہ پاس، اک تمہاری ہے آس
بس ہے یہی آسرا، تم پہ کروروں درود

آہ وہ راہِ صراط، بندوں کی کتنی بساط
المدد اے رہنما! تم پہ کروروں درود

سینہ کہ ہے داغ داغ، کہہ دو کرے باغ باغ
طیبہ سے آکر صبا، تم پہ کروروں درود

نوبت در ہیں فلک ، خادم در ہیں ملک
تم ہو جہاں بادشاہ، تم پہ کروروں درود

خلق تمہاری جمیل، خُلق تمہارا جلیل
خلق تمہاری گدا، تم پہ کروروں درود

طیبہ کے ماہ تمام، جملہ رُسُل کے امام
نوشۂ مُلکِ خدا تم پہ کروروں درود

تم سے جہاں کا نظام ،تم پہ کروروں سلام
تم پہ کروروں ثنا ، تم پہ کروروں درود

نافع و دافع ہو تم ، شافع و رافع ہو تم
تم سے بس افزوں خدا، تم پہ کروروں درود

مظہرِ حق ہو تمہیں ، مُظہرِ حق ہو تمہیں
تم میں ظاہر خدا، تم پہ کروروں درود

کیوں کہوں بے کس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو، میں تم پر فدا، تم پہ کروروں درود

اپنے خطا واروں کو ، اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا، تم پہ کروروں درود

ہم نے خطا میں نہ کی، تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا، تم پہ کروروں درود

آنکھ عطا کیجئے ، اس میں ضیا دیجئے
جلوہ قریب آگیا، تم پہ کروروں درود

کام وہ لے لیجئے، تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا، تم پہ کروڑوں درود

سلامِ رضا

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نُبوّت پہ روشن دُرود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شہریارِ اِرَم تاجدارِ حَرَم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولھا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طِیب و نُزہت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِرسالت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بے کس کی دولت پہ لاکھوں درود
مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں
اس گلِ پاک منبت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
اُن بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دَم میں دَم آگیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتّیاں
اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

وہ زُباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اُس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اُس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسُّم کی عادت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

انبیا تہ کریں زانو ان کے حضور
زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اُس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے سبز گنبد والے منظور دعا کرنا
جب وقتِ نزع آئے دیدار عطا کرنا

عطا کیا مجھ کو دردِ الفت کہاں تھی یہ پُر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقاضا ہے

کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات پہ عمل کریں۔
بالخصوص پنجگانہ نماز باجماعت ادا کریں اور مٹھی بھر
داڑھی شریف رکھیں عورتیں خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا
کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے **پردہ** و حیا اختیار کریں۔